بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

جامعہ اردو اسلام آباد

دیپ

جلد2 شمارہ 2 مسلسل شمارہ 5 --- اپریل مئی جون 2026

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر سکندر زرین

پبلشر
ثقلین نعیم

پاکستان کی پہلی گرین جرنلزم کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر طلبہ کا وائس چانسلر کو خراج تحسین

عالمی سطح کی کانفرنس نے اردو یونیورسٹی کے وقار میں اضافہ کیا، ہمیں انٹرنیشنل ایکسپوژر ملا، طلبہ کا مشترکہ بیان

ڈاکٹر سکندر زرین اور دیگر اساتذہ و انتظامیہ کا شکریہ، وائس چانسلر کی بین الاقوامی اکیڈمک لنکیج پر مسرت کا اظہار

اسلام آباد (پہل نیوز) پاکستان کی پہلی گرین جرنلزم کانفرنس کے کامیاب ترین انعقاد پر فیڈرل اردو یونیورسٹی اسلام آباد کے طلباء وطالبات نے وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری، یونیورسٹی انتظامیہ اور ماس کیمونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اساتذہ کو شاندارالفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے اور مبارکباد دی ہے۔ ماس کیمونیکیشن کے طلبہ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ گرین جرنلزم (باقی صفحہ نمبر3 بقیہ نمبر2)

فیڈرل اردو یونیورسٹی اور او آئی سی کامسٹیک کے زیر اہتمام "گرین جرنلزم" کانفرنس کا انعقاد

ایک تعلیمی ادارے یعنی اردو یونیورسٹی نے ملک کی اولین گرین جرنلزم کانفرنس کا انعقاد کر کے وہ کام کیا ہے جو وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے کرنے کا تھا۔ فرحان چشتی

وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری ایک ویژنری سائنسدان ہیں۔ ان جیسے شیخ الجامعہ سے ایسے بڑے علمی و تحقیقی کام کی ہی توقع ہے۔ ممبر قومی اسمبلی فرحان چشتی

اسلام آباد (پہل نیوز) فیڈرل اردو یونیورسٹی کے ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ اور او آئی سی کامسٹیک کے زیر اہتمام ''گرین جرنلزم'' کانفرنس کامسٹیک سیکرٹریٹ میں منعقد ہوئی۔ ماحولیاتی تحفظ اور 'سرسبز پاکستان' کے لئے میڈیا کا استعمال' کے تھیم کے تحت منعقدہ کانفرنس کے مہمانان خصوصی وفاقی وزیراطلاعات عطا تارڑ اور ممبر قومی اسمبلی فرحان چشتی تھے۔ عطا تارڑ نے فیڈرل اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور اساتذہ و طلبہ کی ماحولیات اور میڈیا کیلئے کردار کو سراہا۔ کانفرنس کے پیٹرن ان چیفس کامسٹیک کے کوآرڈینیٹر جنرل ڈاکٹر اقبال چوہدری اور وائس چانسلر (باقی صفحہ نمبر3 بقیہ نمبر1)

گرین جرنلزم کانفرنس میں شیخ الجامعہ ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری مختلف جامعات سے آئے اساتذہ کے ہمراہ

گرین جرنلزم کانفرنس میں ڈاکٹر سکندر زرین نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے، جبکہ اسٹیج پر وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطاء تارڑ، وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری سمیت دیگر مقررین موجود ہیں

فیڈرل اردو یونیورسٹی میں شجرکاری کا اہتمام، سابق سفیر و اساتذہ کی شرکت

موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے شجرکاری ناگزیر ہے، سابق سفیر ابرار حسین

اسلام آباد (احتشام ارشد) فیڈرل اردو یونیورسٹی، اسلام آباد میں ڈیپارٹمنٹ آف ماس کمیونیکیشن کے زیر اہتمام عالمی یومِ ماحولیات اور گرین جرنلزم کانفرنس 2026 کی مناسبت سے شجرکاری کا انعقاد کیا گیا۔ سابق سفیر ابرار حسین اور بحریہ یونیورسٹی کے پروفیسر آدم سعود نے بطور مہمان خصوصی شرکت کرتے ہوئے پودے لگائے۔ صدر (باقی صفحہ نمبر3 بقیہ نمبر3)

شعبہ ماس کمیونیکیشن کے زیر اہتمام شجرکاری مہم کے بعد گروپ فوٹو

وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطاء اللہ تارڑ کا گرین جرنلزم کانفرنس سے خطاب

موسمیاتی تبدیلی کو سوشل میڈیا پر مقبول ہونا چاہیے، عطا اللہ تارڑ

اسلام آباد (زاکر حسین) وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطا تارڑ نے کہا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کو سوشل میڈیا پر وائرل مواد کی طرح مقبول ہونا چاہیے، پاکستان موسمیاتی تبدیلیوں سے متاثرہ ممالک کی صف میں شامل (باقی صفحہ نمبر3 بقیہ نمبر5)

وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطا اللہ تارڑ گرین جرنلزم کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

ڈاکٹر محمد اقبال چوہدری وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطا اللہ تارڑ کو شیلڈ پیش کر رہے ہیں

گرین جرنلزم کانفرنس میں میڈیا پروفیسرز اور ریسرچرز کی شرکت، تحقیقی مقالے پیش کیے

ماحولیاتی آگاہی کے ساتھ ساتھ فیکٹ چیک موثر رپورٹنگ کے لیے لازمی ہے، محققین

اسلام آباد (احتشام ارشد)' گرین جرنلزم کانفرنس ' کے چوتھے سیشن میں میڈیا پروفیسرز اور ریسرچرز نے تحقیقی مقالے پیش کیے۔ جن میں ڈاکٹر نائلہ رفیق، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، ڈاکٹر نازیہ رحمٰن، راولپنڈی ویمن یونیورسٹی، ڈاکٹر حسنین سید، نمل، حفصہ اقبال، راولپنڈی ویمن یونیورسٹی، عائشہ مبین، فیڈرل اردو یونیورسٹی اور (باقی صفحہ نمبر3 بقیہ نمبر6)

مختلف جامعات کے پروفیسرز ماحولیاتی چیلنجز پر گفتگو کرتے ہوئے

پاکستان اس وقت سنگین ماحولیاتی مسائل کا شکار ہے، وائس چانسلر

شیخ الجامعہ کی مسلسل محنت اور حوصلہ افزائی سے گرین جرنلزم کانفرنس منعقد ہوئی، ڈاکٹر اسکندر زرین

اسلام آباد (احتشام ارشد) وائس چانسلر فیڈرل اردو یونیورسٹی ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے ' گرین جرنلزم کانفرنس' سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اس وقت ماحولیاتی مسائل سے دو چار ہے۔ درختوں کی کمی کے باعث درجہ حرارت خطرناک حد تک بڑھ رہا ہے۔ گلیشئرز تیزی کے ساتھ پگھل رہے ہیں اورعوام کو بد ترین سیلاب (باقی صفحہ نمبر3 بقیہ نمبر7)

گرین جرنلزم کانفرنس میں پوسٹر نمائش، پہلی پوزیشن، احتشام ارشد اور افضال احمد کے نام

نمائش کا مقصد طلبہ میں ماحولیاتی شعور اجاگر کرنا اور عملی آگاہی فراہم کرنا تھا

اسلام آباد (نمائندہ دیپ) گرین جرنلزم کانفرنس کے دوران پوسٹر نمائش کا انعقاد کیا گیا، جس میں طلبہ نے ماحولیات سے متعلق مختلف موضوعات پر تیار کیے گئے پوسٹر پیش کیے۔ طلبہ نے اپنے تخلیقی انداز کے ذریعے ماحول کو درپیش مسائل اوران کے ممکنہ حل کو نمایاں کیا۔ نمائش میں طلبہ نے آلودگی کے نقصانات، درختوں کی اہمیت، موسمیاتی تبدیلی کے (باقی صفحہ نمبر 3بقیہ نمبر 4)

کوآرڈینیٹر جنرل او آئی سی کامسٹیک ڈاکٹر اقبال چوہدری گرین جرنلزم کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

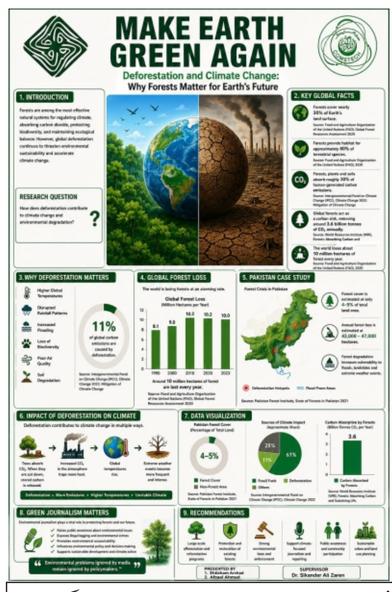

پوسٹر نمائش میں اول پوزیشن لینے والے ماس کمیونیکیشن کے طلبہ احتشام اور افضال کا کانفرنس میں شریک، دوسری جانب ان کے ریسرچ پوسٹر کے عکس

گرین جرنلزم کانفرنس کے موقع پر وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطاء اللہ تارڑ کے ساتھ گروپ فوٹو

ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیراہتمام شاندار فیروول پارٹی کا انعقاد

ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر فیصل جاوید، ڈیپارٹمنٹ کوآرڈینیٹر اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین، اساتذہ اور طلبہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی

اسلام آباد (نمائندہ دیپ) وفاقی اردو یونیورسٹی کے شعبہ ابلاغ عامہ کے زیراہتمام آٹھویں سمسٹر کے طلبہ کے اعزاز میں شاندار فیروول پارٹی کا انعقاد کیا گیا، جس میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر فیصل جاوید، ڈیپارٹمنٹ کوآرڈینیٹر اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین، اساتذہ اور طلبہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔تقریب 8 جون 2026 کو منعقد ہوئی، جسے ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کے آٹھویں سمسٹر کے طلبہ نے آرگنائز کیا۔تقریب کے دوران طلبہ نے مختلف (باقی صفحہ نمبر3بقیہ نمبر8)

شعبہ ماس کمیونیکیشن کے طلبہ کی فیروول پارٹی کے بعد گروپ فوٹو

ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کا تیسرا بیچ گریجویٹ

سمسٹر ہشتم کے طلبہ 20 جون کو آخری پیپر دے کر فارغ التحصیل ہو گئے

اسلام آباد (ذاکر حسین) وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ ابلاغ عامہ سمسٹر ہشتم کے طلبہ نے چارسالہ ڈگری مکمل کر لی۔جون 2026 میں آخری سمسٹر کے امتحانات منعقد ہوئے جبکہ 20 جون کو طلبہ نے آخری پیپر دے کر اپنی تعلیمی سفر کا اختتام کیا۔ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ فیڈرل اُردو یونیورسٹی اسلام آباد کا یہ تیسرا بیچ ہے جو کامیابی سے فارغ التحصیل ہوا ہے۔اس موقع پر طلبہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹی کا یہ سفر یادگار رہا، جہاں انہیں (باقی صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 9)

شعبہ ماس کمیونیکیشن کے فارغ التحصیل ہونے والے سمسٹر ہشتم کے طلبہ کی گروپ فوٹو

گرین جرنلزم کانفرنس میں نمایاں خدمات پر ڈاکٹر فیصل جاوید، ڈاکٹر سکندر زرین، اور طلبہ ثقلین نعیم، زین العابدین اور عبدالوہاب اسلم شیلڈز وصول کرتے ہوئے

گرین جرنلزم کانفرنس میں میڈیا ایکسپرٹس پینل کے بعد نامور صحافیوں کی وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کے ساتھ گروپ فوٹو

گرین جرنلزم کانفرنس: کس نے کیا کردار ادا کیا؟

اسلام آباد(تحریم مرید)ڈاکٹر سکندر زرین کانفرنس کے روح رواں اور کانفرنس سیکرٹری تھے۔کانفرنس کے تمام پروگرام کو بروقت منعقد کروانے اور کانفرنس کے خاکے میں رنگ بھرنے والے وہی تھے۔ انہوں نے ابتدائی سیشن کی نظامت بھی کی۔ڈاکٹر فیصل جاوید نے بطور صدر شعبہ کانفرنس کا تعارف کروایا۔گرین جرنلزم کانفرنس کے دو پیٹرن انچیف تھے۔فیڈرل اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے گرین جرنلزم پر خصوصی لیکچر دیا۔خطبہ (باقی صفحہ نمبر3بقیہ نمبر10)

گرین جرنلزم کانفرنس کے ابتدائی سیشن میں ڈاکٹر سکندر زرین نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے

پہل نیوز کو لانچ ہوئے ایک سال مکمل، سالگرہ کے موقع پر کیک کاٹا گیا

کیک کٹنگ میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر فیصل جاوید اور ڈائریکٹر پہل نیوز ڈاکٹر سکندر زرین سمیت اساتذہ اور طلبہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی

اسلام آباد(نمائندہ خصوصی)وفاقی اُردو یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ ابلاغیات کے ڈیجیٹل چینل پہل نیوز کی پہلی سالگرہ کے موقع پر کیک کٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔پہل نیوز کو 3 جون 2025 کو ڈیجیٹل جرنلزم کے پلیٹ فارم کے طور پر لانچ کیا گیا تھا، جس نے کامیابی سے اپنا پہلا سال مکمل کرلیا ہے۔سالگرہ کے موقع پر منعقدہ کیک کٹنگ میں شعبہ ابلاغیات کے سربراہ ڈاکٹر فیصل جاوید، ڈائریکٹر پہل نیوز ڈاکٹر سکندر زرین سمیت اساتذہ اور ماس کمیونیکیشن کے طلبہ کی بڑی تعداد (باقی صفحہ نمبر3بقیہ نمبر11)

سالگرہ کے موقع پر منعقدہ کیک کٹنگ میں شعبہ ابلاغیات کے سربراہ ڈاکٹر فیصل جاوید، ڈائریکٹر پہل نیوز ڈاکٹر سکندر زرین سمیت اساتذہ اور ماس کمیونیکیشن کے طلبہ موجود ہیں

ممبر نیشنل اسمبلی فرحان چشتی کی گرین جرنلزم کانفرنس میں خصوصی شرکت، خطاب بھی کیا

موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے ماحولیاتی آگاہی لازمی ہے، فرحان چشتی ممبر قومی اسمبلی

اسلام آباد(نمائندہ دیپ)وفاقی اُردو یونیورسٹی اسلام آباد کے ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ اور او آئی سی کامسٹیک کے زیر اہتمام منعقدہ گرین جرنلزم کانفرنس میں رکن قومی اسمبلی فرحان چشتی نے خصوصی شرکت کی اور طلبہ سے خطاب کیا۔کانفرنس میں ماحولیاتی مسائل، موسمیاتی تبدیلی کے اثرات اور صحافت کے کردار پر گفتگو کی گئی۔اپنے خطاب میں فرحان چشتی کا کہنا تھا کہ موسمیاتی تبدیلی موجودہ دور کا ایک بڑا چیلنج بن چکی ہے، جس کے اثرات پوری دنیا پر مرتب (باقی صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 12)

کوارڈینیٹر جنرل کامسٹیک ڈاکٹر محمد اقبال چوہدری رکن قومی اسمبلی فرحان چشتی کو شیلڈ پیش کر رہے ہیں اور ساتھ میں وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری میں موجود ہے

بقیہ نمبر 1

اردو یونیورسٹی ڈاکٹر ضابطہ شنواری تھے۔ ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے کانفرنس میں گرین جرنلزم پر خصوصی لیکچر دیا۔ ان کا کہنا تھا میڈیا کا بنیادی کام سچ اور حقائق کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اس کیلیے پیشہ وارانہ تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ میڈیا جتنا زیادہ ذمہ دار ہو گا، ملک و قوم کو فائدہ ہو گا۔ پاکستان اس وقت ماحولیاتی بحران سے گزر رہا ہے۔ لھذا میڈیا کو نہ صرف موسمیاتی مسائل کو اجاگر کرنا چاہیے، بلکہ ماہرین کی آرا کی روشنی میں حل بھی تجویز کرنا چاہیے۔ ایک سرسبز پاکستان اور ہرا بھرا کل آنے والی نسلوں کو دینا ہمارا قومی فریضہ ہے۔ اور اس فرض کی بجا آوری میں میڈیا کلیدی کردار ادا کرسکتا ہے۔ ڈاکٹر ضابطہ شنواری نے پروفیسر ڈاکٹر اقبال چوہدری کا شکریہ ادا کیا کہ فیڈرل اردو یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ کو اپنے ادارے کا پلیٹ فارم فراہم کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر اقبال چوہدری کا کہنا تھا کہ میڈیا ورکرز خصوصا نوجوان صحافیوں کو ٹرینڈ کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ کامسٹیک ایک باشعور اور ذمہ دار معاشرے کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔ ممبر قومی اسمبلی فرحان چشتی نے کہا کہ ایک تعلیمی ادارے یعنی اردو یونیورسٹی نے ملک کی اولین گرین جرنلزم کانفرنس کا انعقاد کر کے وہ کام کیا ہے جو وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے کرنے کا تھا۔ وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری ایک ویژنری سائنسدان ہیں۔ ان جیسے شیخ الجامعہ سے ایسے بڑے علمی و تحقیقی کام کی ہی توقع ہے۔ گرین جرنلزم کانفرنس میں انٹرنیشنل یونین فار کنزرویشن آف نیچر کی نمائندگی کرتے ہوئے کینیا کی ماہر ماحولیات ڈاکٹر مارگریٹ اوٹینیو کا پیغام سنایا گیا۔ کانفرنس سے خطاب میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر فیصل جاوید نے کہا کہ وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ شنواری کے ویژن کی عکاسی ہے کہ اردو یونیورسٹی تعلیمی میدان میں دن بدن آگے بڑھ رہی ہے۔ کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر اس کے روح رواں اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ کانفرنس سیکرٹری ڈاکٹر سکندر زرین کا کہنا تھا کہ ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ اردو یونیورسٹی نے 'گرین جرنلزم' کے تصور کو عملی جامہ پہنایا۔ اس کا نصاب کورس میں پڑھایا جاتا ہے۔ ہم اپنے ڈیپارٹمنٹ سے تربیت یافتہ میڈیا پرسنز اور گرین سٹیزن معاشرے کو دیتے ہیں۔ شیخ الجامعہ ڈاکٹر شنواری کی مسلسل محنت اور حوصلہ افزائی کے نتیجے میں گرین جرنلزم کانفرنس منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر سکندر زرین نے کامسٹیک کے سی جی ڈاکٹر اقبال چوہدری اور ڈاکٹر جاوید خورشید کا شکریہ ادا کیا۔ گرین جرنلزم کانفرنس میں ماحولیاتی ماہرین اور میڈیا پروفیسرز نے تحقیقی مقالے پیش کئے۔ طلبہ نے ریسرچ پوسٹرز پیش کئے۔ ڈاکٹر سکندر زرین کی زیر نگرانی ریسرچ پوسٹرز میں ماحولیاتی مسائل اور ان کا حل، نیز بہتر ماحول کے لیے میڈیا کا استعمال جیسے موضوعات کا احاطہ کیا گیا تھا۔ سٹوڈنٹس کی ڈاکومنٹریز بھی پیش کی گئیں۔ ملک کے معروف صحافی اور اینکرز پرسنز جاوید چوہدری، طلعت حسین، اعزاز سید، روف کلاسرا اور ماہ نور قریشی نے بھی اظہار خیال کیا۔ کانفرنس میں ماہرین ماحولیات، مختلف جامعات کے پروفیسرز، اردو یونیورسٹی کے طلبہ اساتذہ، غیر ملکی مندوبین، سفراء اور ڈپلومیٹس نے بھی شرکت کی۔

بقیہ نمبر 2

کانفرنس سے ہمیں انٹرنیشنل ایکسپوژر ملا۔ کافی کچھ سیکھنے کو ملا۔ ماحولیاتی شعور کے ساتھ ساتھ ایونٹ منیجمنٹ سیکھنے میں بھی بھرپور مدد ملی۔ سٹوڈنٹس نے خاص طور پر شیخ الجامعہ ڈاکٹر ضابطہ شنواری کی انٹرنیشنل اکیڈمک لنکیج پر خوشی کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ شیخ الجامعہ پوری کانفرنس کے دوران خود ایک ورکر کی طرح کھڑے رہے اور اس شاندار ایونٹ کا سہرا ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کے سر جاتا ہے۔ ایک عالمی سطح کی ریسرچ کانفرنس کا انتظام کر کے دینے پر وائس چانسلر کی کاوشوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اس میگا ایونٹ سے ہماری یونیورسٹی کے ملکی سطح پر وقار میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ بین الاقومی سطح کی کانفرنس میں طلبہ کو اپنی تخلیقی صلاحتیں دکھانے کا موقع دینا جانا قابل تعریف ہے۔ ماحولیات اور گرین جرنلزم پر ریسرچ پوسٹرز اور ڈاکومنٹریز کے ذریعے سٹوڈنٹس نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ وفاقی وزیر اطلاعات عطا تارڑ اور ممبر قومی اسمبلی فرحان چشتی کی شرکت نے کانفرنس کو چار چاند لگایا۔ طلعت حسین، جاوید چوہدری، اعزاز سید، روف کلاسرا جیسے معروف صحافیوں سے مل کر میڈیا کے رموز سمجھنے کا موقع ملا۔ اردو یونیورسٹی کے طلبہ نے متاثر کن شراکت داری پر کامسٹیک انتظامیہ بالخصوص کوارڈینیٹر جنرل کامسٹیک ڈاکٹر محمد اقبال چوہدری اور ڈاکٹر جاوید خورشید کا شکریہ ادا کیا۔ خاص طور پر کانفرنس سیکرٹری اور اسسٹنٹ پروفیسر و ڈیپارٹمنٹل کوارڈینیٹر ڈاکٹر سکندر زرین کی محنت اور انتظامی صلاحیتوں کو سراہا اور کانفرنس کی انتظامی و میڈیا کوریج ذمہ داریاں تفویض کرنے نیز ریسرچ پوسٹرز کی نگرانی کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ طلبہ نے ایچ او ڈی ڈاکٹر فیصل جاوید اور دیگر اساتذہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔

بقیہ نمبر 3

شعبہ ماس کام اور آئی آر ڈاکٹر فیصل جاوید، ڈیپارٹمنٹل کوآرڈینیٹر اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر اسکندر زرین سمیت دیگر اساتذہ اور طلبہ بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر سابق سفیر ابرار حسین نے کہا کہ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے نمٹنے کے لیے شجر کاری ناگزیر ہے۔ درخت انسانوں کے ساتھ ساتھ چرند پرند کے لیے بھی نعمت ہیں۔ سابق سفیر نے ماس کام کے طلبہ کی کاوشوں کو سراہا۔ پروفیسر آدم سعود نے ماس کام کے طلبہ کی ماحول دوستی کو سراہتے ہوئے کہا کہ گرین ماحول خوش گوار زندگی کی علامت ہے اور سرسبز ماحول درختوں کے بغیر ممکن نہیں۔ ڈاکٹر فیصل جاوید کا کہنا تھا کہ ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت 11 جون کو او آئی سی کامسٹیک میں گرین جرنلزم کانفرنس منعقد ہونے جارہی ہے۔ کانفرنس میں ملک کے معروف صحافی، اینکر پرسنز، مختلف جامعات کے پروفیسرز اور ریسرچرز شرکت کررہے ہیں۔ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات عطاء تارڑ مہمان خصوصی ہوں گے۔ آج کی شجر کاری اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر اسکندر زرین نے طلبہ کو شاباش دی اور کہا کہ طلبہ کو عملی کام کی طرف راغب کرنا ماس کام ڈیپارٹمنٹ کی اولین ترجیح ہے۔ وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کے ویژن کے تحت پریکٹیکل تعلیم دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ گرین جرنلزم کانفرنس پاکستان کی میڈیا انڈسٹری اور ماس کمیونیکیشن اکیڈمیہ کیلیے اہم ایونٹ ثابت ہوگی۔ آخر میں طلبہ نے مہمانان گرامی اور اساتذہ کرام کے ساتھ گروپ فوٹو بھی لیا۔

بقیہ نمبر 4

اثرات اور ماحول کے تحفظ کی ضرورت پر مبنی پوسٹرز پیش کیے۔ ان پوسٹرز کے ذریعے طلبہ نے یہ پیغام دیا کہ بہتر اور صاف ماحول کے لیے معاشرے کے ہر فرد کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ پوسٹر نمائش میں بہترین کارکردگی دکھانے والے طلبہ کو پوزیشنز سے نوازا گیا، جس میں پہلی پوزیشن ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ سمسٹر چہارم کے طلبہ احتشام ارشد اور افضال احمد کے نام رہی۔ دوسری پوزیشن آئی آر ڈیپارٹمنٹ کی طالبہ نمرہ نے حاصل کی جبکہ تیسری پوزیشن آئی آر ڈیپارٹمنٹ کے طلبہ طلحہ اور علشبا کے نام رہی۔ شرکاء نے طلبہ کی محنت، تخلیقی صلاحیتوں اور ماحولیات سے متعلق شعور کو سراہا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایسی سرگرمیاں طلبہ کو ماحولیاتی مسائل کو سمجھنے اور ان کے حل کے لیے مثبت کردار ادا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

بقیہ نمبر 5

ہے جبکہ کاربن کے اخراج میں پاکستان کا حصہ ایک فیصد ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی انصاف پر بھی بات کی جائے۔ پاکستان کو برسوں سے موسمیاتی تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے ہم سب متاثر ہو رہے ہیں۔ ہمارے مذہب اسلام میں بھی ماحولیات کے تحفظ پر زور اور درخت لگانے کو صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے یہاں او آئی سی کامسیٹ اور وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد کے ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام ایک روزہ بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر کانفرنس کے کوآرڈینیٹر ڈاکٹر اقبال چوہدری، وفاقی اردو یونیورسٹی ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری، پروفیسر ڈاکٹر جاوید خورشید، فلسطین کی نائب وزیر برائے تعلیم، اوارتی طلبہ و طالبات اور دیگر اہم شخصیات موجود تھیں۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ اس شاندار کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اس کانفرنس کے ذریعے موسمیاتی تبدیلی کے متعلق آگاہی کو اجاگر کیا گیا ہے بلکہ گرین جرنلزم کے فروغ اور اہم موضوعات پر شعور بیدار کرنے کے لیے اقدامات بھی کیے گئے ہیں۔ موسمیاتی تبدیلی صرف ہمارے ملک نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے۔

بقیہ نمبر 6

جاوید خورشید، کامسٹیک، شامل تھے۔ جب کہ ڈاکٹر عاطف افتخار، نمل، نے سیشن موڈریٹر کے فرائض سرانجام دیے۔ ماہرین کا کہنا تھا کہ گرین جرنلزم لوگوں میں آگاہی پھیلاتا ہے۔ اور اس کے لیے سوشل میڈیا ایک مؤثر ترین ذریعہ بن چکا ہے۔ ماحولیاتی و قدرتی آفات کی خبریں سوشل میڈیا کے ذریعے ہی مین سٹریم میڈیا تک پہنچتی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی غلط معلومات کا پھیلاؤ بھی اہم چیلنج بن چکا ہے۔ جس کی روک تھام کے لیے ادارہ جاتی راہنمائی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ فیکٹ اینڈ کراس چیک کے نظام کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ معلومات کی درستی کا یقین رہے۔ لیکن فیکٹ چیک کے لیے اردو زبان کا استعمال بھی لازمی ہے۔ تاکہ عوام کو حقائق جاننے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔ انھوں نے مزید کہا کہ جین زی کی ماحولیاتی کارکردگی گزشتہ نسلوں سے بہت بہتر ہے۔ آج کا نوجوان اپنے اردگرد کے مسائل سے آگاہ ہے۔ اور انھیں حل کرنے کی بھر پور کوشش بھی کر رہا ہے۔ ڈاکٹر جاوید خورشید نے محققین کی تحقیقاتی صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ سرسبز پاکستان اور خوش گوار ماحول ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ سیشن موڈریٹر ڈاکٹر عاطف افتخار کا کہنا تھا کہ سمارٹ فون کے ہوتے ہوئے ہر کوئی جرنلسٹ کا کردار ادا کرسکتا ہے۔ لیکن اسے راہ نمائی فراہم کرنا اساتذہ، میڈیا پروفیشنلز اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے۔ تاکہ وہ غلط معلومات کو شیئر کرنے سے باز رہے۔

سیشن کے اختتام پر ماہرین و محققین نے گروپ فوٹو لیا۔ طلبہ نے فکر افروز تحقیقی مکالمے پر خوشی کا اظہار کیا۔

بقیہ نمبر 7

سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ وائس چانسلر نے مزید کہا کہ موسمیاتی بحران کی ایک بڑی وجہ عدم آگاہی ہے۔ ہمیں نوجوان نسل کو ماحول کے پیش و خم سے واقف کرانا ہوگا۔ اور اس کے لیے میڈیا کا کردار بہت اہم ہے۔ میڈیا کا کام ہی عوامی مسائل کی نشان دہی کرنا اور ان کا حل تجویز کرنا ہے۔ تاکہ لوگ قدرتی آفات و خطرات سے بروقت آگاہ ہوسکیں۔ اور احتیاطی تدابیر اختیار کرسکیں۔ ڈاکٹر ضابطہ شنواری نے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین خط؟ زمین سے نواز ہے۔ جس میں میدان، پہاڑ، صحرا، گلستان، دریا اور سمندر سب کچھ ہے۔ پس ہمیں کوشش کرنی ہے کہ اس گلشن کو تباہ ہونے سے محفوظ رکھیں۔ اسے سرسبز و شاداب بنائیں۔ وائس چانسلر نے کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے سی جی کامسٹیک کا شکریہ ادا کیا۔ اور کانفرنس سیکرٹری اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر اسکندر زرین کی کوششوں کو سراہا۔ ڈاکٹر ضابطہ شنواری نے مینجمنٹ ٹیم کو بھی شاباش دی اور طلبہ کے ماحولیاتی ذوق کی تعریف بھی کی۔ آخر میں وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کو اعزازی شیلڈ پیش کی گئی اور گروپ فوٹو بھی لیا گیا۔

بقیہ نمبر 8

سرگرمیوں کا انعقاد کیا اور اپنے تعلیمی سفر کی یادوں کو تازہ کیا۔ اس موقع پر ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر فیصل جاوید نے طلبہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹی کا سفر طلبہ کی شخصیت سازی اور مستقبل کی کامیابیوں کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ طلبہ اپنی صلاحیتوں پر اعتماد رکھتے ہوئے عملی میدان میں محنت اور لگن کے ساتھ آگے بڑھیں۔ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین نے طلبہ کو کامیاب فیرول پارٹی کے انعقاد پر شاباش دی اور کہا کہ ایسی تقریبات طلبہ اور اساتذہ کے درمیان مثبت تعلقات کو مزید مضبوط کرتی ہیں۔ انہوں نے طلبہ کے مستقبل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار بھی کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر شیر علی جونی نے کہا کہ شعبہ ابلاغ عامہ کے طلبہ نے ہمیشہ مثبت سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا ہے اور امید ہے کہ وہ مستقبل میں بھی کامیابیاں حاصل کرتے رہیں گے۔ آخر میں تقریب کے آرگنائزرز نے اس عزم کا اظہار کیا کہ شعبہ ابلاغ عامہ میں طلبہ کے لیے اس نوعیت کی مثبت اور تعمیری سرگرمیوں کا انعقاد آئندہ بھی جاری رکھا جائے گا۔

بقیہ نمبر 9

بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ انہوں نے اساتذہ اور ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ تجربات مستقبل میں ان کے لیے مددگار ثابت ہوں گے۔ شعبہ ابلاغ عامہ کے اساتذہ نے طلبہ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ طلبہ نے محنت اور لگن سے اپنی ڈگری مکمل کی۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ فارغ التحصیل طلبہ عملی میدان میں کامیابیاں حاصل کریں گے اور شعبے کا نام روشن کریں گے۔

بقیہ نمبر 10

استقبالیہ دیا اور اختتامی سیشن سے بھی خطاب کیا۔ کامسٹیک کے کوارڈینیٹر جنرل ڈاکٹر اقبال چوہدری نے ابتدائی اور آخری سیشن سے بھی خطاب کیا۔ وفاقی وزیر اطلاعات عطا تارڑ ابتدائی سیشن جبکہ ممبر قومی اسمبلی فرحان چشتی اختتامی نشست کے خصوصی مہمان تھے۔ طلبہ کی میڈیا ٹیم کو ثقلین نعیم جبکہ منیجمنٹ ٹیم کو رضوان جہانگیر لیڈ کر رہے تھے۔ انٹرنیشنل یونین آف کنزرویشن نیچر کہ نمائندہ ڈاکٹر اوٹینیو کا خصوصی خطاب بھی چلایا گیا۔ ملک کے معروف صحافی اور اینکر پرسنز جاوید چوہدری، اعزاز سیدز رؤوف کلاسرا اور ماہ نور قریشی نے بھی خطاب کیا۔

بقیہ نمبر 11

نے شرکت کی۔ اس موقع پر ایچ او ڈی ڈاکٹر فیصل جاوید نے کہا کہ پہل نیوز طلبہ کو عملی صحافت کے میدان میں تجربہ فراہم کرنے کے لیے ایک اہم پلیٹ فارم ہے، جہاں طلبہ اپنی صلاحیتوں کو بہتر انداز میں استعمال کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مستقبل میں بھی شعبہ ابلاغ عامہ طلبہ کے لیے ایسے مواقع فراہم کرتا رہے گا۔ ڈائریکٹر پہل نیوز ڈاکٹر سکندر زرین نے کہا کہ پہل نیوز کا مقصد طلبہ کو جدید ڈیجیٹل جرنلزم کے تقاضوں سے آگاہ کرنا اور انہیں عملی تربیت دینا ہے۔ انہوں نے پہل نیوز کے ایک سالہ سفر میں تعاون کرنے والے اساتذہ اور طلبہ کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب کے دوران کیک کاٹا گیا اور پہل نیوز کے کامیاب ایک سالہ سفر پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ شرکاء نے ڈیجیٹل میڈیا کے میدان میں پہل نیوز کے کردار کو سراہا۔ پہل نیوز شعبہ ابلاغیات وفاقی اُردو یونیورسٹی اسلام آباد کا ڈیجیٹل چینل ہے، جس کا مقصد طلبہ کو جدید صحافتی تقاضوں سے روشناس کرانا اور انہیں میڈیا کے عملی میدان میں کام کرنے کے مواقع فراہم کرنا ہے۔

بقیہ نمبر 12

ہورہے ہیں۔ بڑھتا ہوا درجہ حرارت، غیر متوقع بارشیں، سیلاب اور دیگر ماحولیاتی مسائل انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ قدرتی ماحول کو بھی شدید متاثر کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو آنے والی نسلوں کو سنگین مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے حکومتی اقدامات کے ساتھ ساتھ عوامی شعور اور ماحولیاتی آگاہی بھی انتہائی ضروری ہے۔ فرحان چشتی نے طلبہ پر زور دیتے ہوئے کہا کہ نوجوان نسل کو ماحول کے تحفظ کے حوالے سے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ طلبہ کو انوائرمنٹ سے جوڑنا ضروری ہے تاکہ وہ صاف اور سرسبز مستقبل کے لیے مثبت کردار ادا کرسکیں۔ انہوں نے گرین جرنلزم کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ صحافی ماحولیاتی مسائل کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ماحول سے متعلق آگاہی پھیلانے کے لیے میڈیا ایک مؤثر ذریعہ ہے، جو عوام تک اہم معلومات پہنچا سکتا ہے۔ رکن قومی اسمبلی نے کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر ماس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کے طلبہ اور منتظمین کی کاوشوں کو سراہا۔ انہوں نے وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری کا بھی خصوصی شکریہ ادا کیا۔

جنگوں میں میڈیا کا کردار: معلومات، روپیگنڈہ اور عوامی رائے

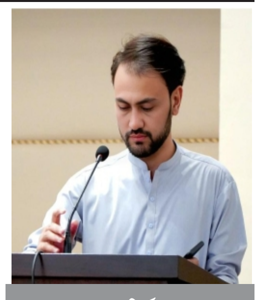

ذاکر حسین

میڈیا کو عموماً ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ مقنّنہ، انتظامیہ اور عدلیہ کی طرح معاشرے کی تشکیل اور نظام کی نگرانی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ جہاں باقی تین ستون قوانین بناتے اور نافذ کرتے ہیں، وہاں میڈیا عوام کو باخبر رکھ کر احتساب کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ جنگوں اور تنازعات کے دوران میڈیا کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس وقت جو کچھ میدانِ جنگ میں ہوتا ہے، وہ عام لوگوں تک براہِ راست نہیں پہنچ سکتا، اس لیے دنیا کو اصل صورتحال سے آگاہ کرنے کا زیادہ تر انحصار میڈیا پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے میڈیا صرف خبر دینے والا ادارہ نہیں رہتا بلکہ رائے عامہ بنانے والی ایک طاقتور قوت بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی بھی تنازع کو کم بھی کر سکتا ہے اور بعض اوقات اسے مزید بڑھا بھی سکتا ہے۔ جنگوں کے دوران میڈیا کے کام کرنے کے انداز کو سمجھنے کے لیے "فریمنگ" (Framing) اور "بیانیہ سازی" کے تصورات کو سمجھنا ضروری ہے۔ میڈیا اکثر واقعات کو ایک خاص زاویے سے پیش کرتا ہے جسے فریمنگ کہا جاتا ہے۔ اس عمل کے ذریعے مخصوص حقائق کو نمایاں کیا جاتا ہے جبکہ دیگر چیزوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں ایک مخصوص تصویر بنے۔ پروپیگنڈہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جہاں ریاستیں میڈیا کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ میڈیا کی علمی گہرائی کو سمجھنے کے لیے "ایجنڈا سیٹنگ" (Agenda Setting) کی اصطلاح اہم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میڈیا یہ طے کرتا ہے کہ لوگوں کو کس موضوع پر سوچنا چاہیے۔ جب میڈیا کسی خاص مسئلے کو بار بار نمایاں کرتا ہے، تو وہ عوامی شعور میں اسے سب سے اہم مسئلہ بنا دیتا ہے۔ اس عمل میں "گیٹ کیپنگ" (Gatekeeping) کا کردار بھی کلیدی ہے، جہاں نیوز ایڈیٹرز یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کون سی خبر شائع ہونی چاہیے۔ نوم چومسکی کے مطابق میڈیا "مینوفیکچرنگ کنسینٹ" (ConsentManufacturing) کے ذریعے طاقتور طبقات کے لیے عوامی رضامندی پیدا کرتا ہے۔ بین الاقوامی ادارے جیسے اقوام متحدہ، ہیومن رائٹس واچ اور رپورٹرز ود آؤٹ بارڈرز اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جنگی حالات میں صحافیوں کا تحفظ اور درست معلومات کی ترسیل نہایت اہم ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹس کے مطابق گمراہ کن معلومات اور نفرت انگیز تقاریر تنازعات کو مزید خونریز بنا دیتی ہیں۔ یہ ادارے عالمی میڈیا پر زور دیتے ہیں کہ وہ انسانی المیوں کو سیاسی مفادات کی نذر نہ ہونے دیں۔ عالمی میڈیا گروپس جیسے بی بی سی، سی این این اور الجزیرہ کی رپورٹنگ کا اپنا مخصوص انداز ہے۔ بی بی سی عموماً متوازن رویہ اپنانے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ سی این این میں امریکی پالیسی کا عکس نظر آتا ہے۔ دوسری طرف الجزیرہ نے مشرقِ وسطیٰ کے تنازعات کو ایک مختلف زاویے سے پیش کیا۔ تاہم، ان اداروں پر بھی اکثر الزام لگتا ہے کہ وہ اپنے مفادات کے تحت خبروں کو پیش کرتے ہیں، جس سے حقیقت کا صرف ایک رخ سامنے آتا ہے۔ میڈیا کے منفی کردار کی ایک مثال پاکستان اور بھارت کے درمیان کشیدگی کے دوران سامنے آئی، جہاں بھارتی میڈیا نے سنسنی خیزی اور "ہائپر نیشنلزم" کو فروغ دیا۔ چیختے چلاتے اینکرز اور غیر مصدقہ خبروں نے عوام کو مشتعل کیا اور سفارتی حل کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ اس رویے نے واضح کیا کہ جب میڈیا غیر ذمہ دار ہو جائے تو وہ نفرت کو بڑھا سکتا ہے۔ اس کے برعکس 'پیس جرنلزم' (Peace Journalism) کا تصور ابھرتا ہے، جس کے بانی ناروے سے تعلق رکھنے والے ممتاز دانشور جان گلٹنگ ہیں۔ گلٹنگ کا نظریہ ہے کہ صحافیوں کو 'جنگی صحافت' کے بجائے ایسی رپورٹنگ کرنی چاہیے جو تنازع کی جڑوں کو سمجھے اور حل کی جانب اشارہ کرے۔ پیس جرنلزم کا مقصد صرف یہ نہیں کہ جنگ رک جائے، بلکہ یہ کہ نفرت کے اسباب کو ختم کیا جائے۔ گلٹنگ کے مطابق صحافی کو صرف یہ نہیں دکھانا چاہیے کہ کتنے لوگ مرے، بلکہ یہ بھی دکھانا چاہیے کہ امن کی گنجائش کہاں موجود ہے اور عام انسان اس جنگ سے کیسے متاثر ہو رہے ہیں۔ صحافی کو "ڈی ہیومنائزیشن" سے بچنا چاہیے، یعنی دشمن کو ایک بے رحم خطرے کے طور پر پیش کرنے کے بجائے انسانی پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہیے۔ حالیہ امریکہ، اسرائیل اور ایران کے درمیان کشیدگی میں بھی میڈیا کا کردار پیچیدہ رہا ہے۔ مغربی میڈیا اکثر اسے سیکیورٹی کے تناظر میں پیش کرتا ہے، جبکہ سوشل میڈیا نے متبادل بیانیے کو جنم دیا ہے۔ اس دوران پروپیگنڈہ ویڈیوز اور ادھوری معلومات نے صورتحال کو مزید الجھا دیا۔ میڈیا ایک دو دھاری تلوار ہے۔ ایک طرف یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو بے نقاب کرتا ہے اور عالمی برادری کو متحرک کرتا ہے، جبکہ دوسری طرف یہ قوم پرستی اور نفرت کو بھی ہوا دے سکتا ہے۔ جب میڈیا ریٹنگ کی دوڑ میں شامل ہو جاتا ہے، تو وہ معلومات کو تفریح میں بدل دیتا ہے، جسے "انفوٹینمنٹ" کہا جاتا ہے۔ مستقبل میں "ففتھ جنریشن وارفیئر" کے دور میں بیانیہ سب سے بڑا ہتھیار بن چکا ہے۔ سوشل میڈیا پر "ایکو چیمبرز" بن چکے ہیں جہاں لوگ صرف اپنی پسند کی معلومات سنتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں میڈیا کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ وہ تعمیری کردار ادا کرے۔ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ میڈیا امن کو فروغ دینے اور تنازعات کو ہوا دینے، دونوں کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر میڈیا ادارے "پیس جرنلزم" کے اصول اپنائیں اور سچائی کو ترجیح دیں، تو وہ دنیا کو بڑے نقصانات سے بچانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ میڈیا کی اصل طاقت اسی میں ہے کہ وہ سچ کو دیانتداری سے پیش کرے اور اپنے "چوتھے ستون" ہونے کا حق ادا کرے۔

ماحولیات اور جنگیں، ایک خاموش تباہی

احتشام ارشد

مصنوعی ذہانت کے اس دور میں انسان کو بہت سے سنگین بحرانوں کا سامنا ہے۔ کہیں سیاسی کشمکش ہے، کہیں معاشی عدم استحکام اور کہیں جنگوں کی آگ بھڑک رہی ہے۔ مگر ان تمام مسائل کے درمیان ایک ایسا مسئلہ بھی ہے، جو خاموشی سے پوری انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے، اور وہ ہے ماحولیاتی تباہی۔ بدقسمتی سے جب ماحولیات کی بات کی جاتی ہے تو ہمارے ذہن میں فقط فیکٹریوں اور گاڑیوں کے دھوئیں، جنگلات کی کٹائی اور بکھرے ہوئے پلاسٹک کی تصاویر ابھرتی ہیں۔ لیکن ہم ایک اہم حقیقت کو اکثر نظر انداز کر دیتے ہیں، اور وہ ہے عالمی جنگیں۔ جو ماحولیات کی تباہی کی سب سے بڑی وجوہات میں سے ایک ہیں۔ ماحولیات سے مراد وہ قدرتی نظام ہے جس میں ہوا، پانی، زمین، جنگلات، سمندر، جانور اور انسان سب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ایسا توازن ہے جس کے بگڑنے سے نہ صرف انسان بلکہ ہر جاندار بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں صنعتی ترقی نے ماحولیات کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ انسان پہلے چاند تو پھر مریخ تک جا پہنچا، لیکن اپنے اردگرد کے ماحول کو سرسبز بنانے سے قاصر ہے۔ عالمی درجہ حرارت میں اضافہ، گلیشیئرز کا پگھلنا، سمندری سطح کا بلند ہونا، شدید سیلاب کا آنا، خشک سالی اور غیر متوقع موسمی تبدیلیاں اس بحران کی واضح مثالیں ہیں۔ اقوام متحدہ کی رپورٹس مسلسل خبردار کر رہی ہیں کہ اگر دنیا نے فوری اقدامات نہ کیے تو مستقبل مزید خطرناک ہو سکتا ہے۔ لیکن ماحولیات کی تباہی کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جس پر نسبتاً کم گفتگو ہوتی ہے، اور وہ ہے عالمی جنگیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر بڑی جنگ نے صرف انسانی جانوں کا نقصان نہیں کیا بلکہ قدرتی ماحول کو بھی شدید متاثر کیا ہے۔ جب بم گرائے جاتے ہیں، میزائل داغے جاتے ہیں اور فوجی کارروائیاں ہوتی ہیں، تو صرف زمین کی ساخت متاثر نہیں ہوتی، بلکہ جنگلات جل جاتے ہیں، دھول و دھواں فضا میں ماتم کرتا ہے اور ماحول میں خطرناک کیمیکل پھیل جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر WarGulf کے دوران عراق سے تعلق رکھنے والے تیل کے کنوؤں کو آگ لگا دی گئی تھی۔ جس سے لاکھوں ٹن دھواں فضا میں شامل ہوا۔ اس واقعے نے نہ صرف خلیجی خطے کی ہوا کو زہریلا بنایا بلکہ زمین اور سمندر دونوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ ماہرین کے مطابق اس جنگ کے اثرات کئی سالوں تک ماحول میں موجود رہے۔ اسی طرح ویتنام جنگ میں امریکی فوج نے Orange"Agent نامی کیمیکل استعمال کیا۔ جس نے لاکھوں ایکڑ جنگلات تباہ کر دیے۔ اس کے اثرات آج بھی ویتنام میں انسانی صحت اور حیاتیاتی تنوع پر دیکھے اور محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں روس یوکرین جنگ اور ایران اور امریکہ، اسرائیل جنگ سے بھی ماحولیات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ فریقین کے ایک دوسرے پر بمباری کے نتیجے میں کئی صنعتی پلانٹس تباہ ہوئے، جس سے زہریلے مادے فضا میں شامل ہوئے۔ غزہ میں مسلسل حملوں نے نہ صرف نسل کشی اور عمارتیں تباہ کیں، بلکہ صاف پانی کی فراہمی اور نکاسی کے نظام اور زرعی زمینوں کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ جنگی تباہی کے بعد اکثر علاقوں میں ملبہ، دھواں اور آلودہ پانی لوگوں کے لیے نئی مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ مختلف ماحولیاتی ماہرین کے مطابق جدید جنگوں کا کاربن فٹ پرنٹ کئی چھوٹے ممالک کے سالانہ اخراج سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ مگر صد افسوس کہ چند کم عقل حکمران، جو جنگ و جدل کے ذریعے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور معصوم عوام کو یہ باور کرواتے ہیں کہ یہی مسئلے کا واحد ہے، اس ہولناک تباہی کا سبب بنتے ہیں۔ بقول ساحر لدھیانوی جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے۔ جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی۔ ماحولیات کا بحران صرف درخت لگانے سے حل نہیں ہوگا۔ اس کے لیے عالمی سطح پر سنجیدہ پالیسیوں کی ضرورت ہے۔ دنیا کو صنعتی آلودگی کم کرنے کے ساتھ ساتھ جنگوں کے خاتمے، ہتھیاروں کی دوڑ محدود کرنے اور پائیدار ترقی کو ترجیح دینا ہوگی۔ عالمی اداروں جیسے اقوام متحدہ اور او آئی سی کو چاہیے کہ وہ جنگوں کے ماحولیاتی اثرات کو بھی بین الاقوامی ایجنڈے کا اہم حصہ بنائیں۔ مختصر یہ کہ ماحولیات صرف وقتی مسئلہ نہیں بلکہ انسانی بقا کا سوال ہے۔ اگر جنگیں اسی طرح جاری رہیں، جنگلات کٹتے رہے اور صنعتی آلودگی بڑھتی رہی، تو آنے والی نسلیں ایک ایسی زمین وراثت میں پائیں گی جو زندگی کے لیے موزوں نہیں ہوگی۔ انسان نے ترقی کے نام پر بہت کچھ حاصل کیا ہے، لیکن اگر اس ترقی کی قیمت زمین کی تباہی ہے، تو شاید ہمیں ترقی کے معنی دوبارہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆☆☆

پاکستان کی پہلی گرین جرنلزم کانفرنس

تحریر: تحریم مرید

پاکستان موسمیاتی تبدیلی (Climate Change) سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے ممالک میں شامل ہے۔ گلیشیئرز کا تیزی سے پگھلنا، غیر معمولی بارشیں، سیلاب، شدید گرمی کی لہریں، پانی کا بحران اور زرعی مسائل موسمیاتی تبدیلی کے نمایاں اثرات ہیں، جو ملکی معیشت اور عوامی زندگی کو متاثر کر رہے ہیں۔ موسمیاتی تبدیلی سے متعلق آگاہی کے فروغ کے لیے وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ ابلاغ عامہ نے 22 دسمبر 2025 کو "گرین جرنلزم" کے نام سے میگزین متعارف کروایا، جس میں طلبہ کے ماحولیاتی موضوعات پر تحریری مضامین شامل تھے۔ میگزین کی تیاری میں چیف ایڈیٹر ڈاکٹر سکندر زرین کی خصوصی معاونت شامل رہی۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد اور او آئی سی کامسٹیک کے اشتراک سے 11 جون 2026 کو پاکستان کی پہلی گرین جرنلزم کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی وزیر اطلاعات ونشریات عطا اللہ تارڑ اور رکن قومی اسمبلی فرحان چشتی تھے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور قومی ترانے سے ہوا۔ کانفرنس کے پہلے سیشن میں وزیر اطلاعات ونشریات عطا اللہ تارڑ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گرین جرنلزم موسمیاتی تبدیلی کے مسائل کو اجاگر کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ انہوں نے حکومت، کامسٹیک اور وفاقی اردو یونیورسٹی پر مشتمل ورکنگ گروپ بنانے کی تجویز دی جبکہ وزارت اطلاعات کی جانب سے فوکل پرسن مقرر کرنے کا اعلان بھی کیا۔ کامسٹیک کے کوآرڈینیٹر جنرل ڈاکٹر اقبال چوہدری نے کہا کہ نوجوان صحافیوں اور میڈیا ورکرز کو موسمیاتی تبدیلی کے حوالے سے تربیت دینا ضروری ہے۔ شیخ الجامعہ وفاقی اردو یونیورسٹی ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری نے کہا کہ پاکستان اس وقت شدید موسمیاتی تبدیلیوں کا سامنا کر رہا ہے۔ درختوں کی کٹائی، گلیشیئرز کے پگھلنے اور ماحولیاتی عدم آگاہی کے باعث مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا کا کردار صرف مسائل کی نشاندہی نہیں بلکہ عوام میں شعور اجاگر کرنا بھی ہے۔ انہوں نے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان قدرتی وسائل سے مالا مال ملک ہے، جس میں پہاڑ، میدان، صحرا، دریا اور سمندر موجود ہیں، ہمیں ان قدرتی نعمتوں کے تحفظ کے لیے کردار ادا کرنا ہوگا۔ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین نے کہا کہ شیخ الجامعہ کی حوصلہ افزائی اور تعاون سے گرین جرنلزم کانفرنس کا انعقاد ممکن ہوا۔ کانفرنس کے دوسرے سیشن میں ملک کے معروف صحافیوں نے موسمیاتی تبدیلی اور صحافت کے کردار پر اظہار خیال کیا۔ سیشن میں جاوید چوہدری، رؤف کلاسرا، اعزاز سید اور ماہ نور قریشی نے شرکت کی۔ سینئر صحافی جاوید چوہدری نے کہا کہ انسان اور ماحول کا گہرا تعلق ہے، ماحول بہتر ہوگا تو انسانی زندگی بھی بہتر ہوگی۔ انہوں نے ماحولیاتی بہتری کے لیے حکومتی اقدامات کی ضرورت پر زور دیا۔ رؤف کلاسرا نے اسلام آباد میں بڑھتی ہوئی ہاؤسنگ سوسائٹیز، درختوں کی کٹائی اور بے ہنگم تعمیرات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مؤثر پالیسیوں کی ضرورت پر زور دیا۔ اعزاز سید نے کہا کہ پاکستان موسمیاتی تبدیلی سے متاثرہ ممالک میں شامل ہے اور اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے حکومت کے ساتھ ساتھ شہریوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ماہ نور قریشی نے کہا کہ کلائمیٹ رپورٹنگ کو صرف موسم یا بارشوں تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ صحافت کو ان عوامل کو بھی اجاگر کرنا چاہیے جو ماحولیاتی تبدیلی کا سبب بنتے ہیں۔ کانفرنس میں طلبہ کی جانب سے پانی کی کمی، آلودگی اور سموگ جیسے موضوعات پر ڈاکومنٹریز پیش کی گئیں، جنہیں شرکا نے سراہا۔ اس کے علاوہ پوسٹر نمائش کا بھی انعقاد کیا گیا، جس میں طلبہ نے ماحولیات کے تحفظ، درختوں کی اہمیت اور موسمیاتی تبدیلی کے اثرات پر مبنی پوسٹرز پیش کیے۔ پوسٹر نمائش میں بہترین کارکردگی دکھانے والوں کو اعزازات سے نوازا گیا۔ پہلی پوزیشن شعبہ ابلاغ عامہ وفاقی اردو یونیورسٹی کے چہارم سمسٹر کے طلبہ احتشام ارشد اور افضال احمد نے حاصل کی، جبکہ دوسری اور تیسری پوزیشن شعبہ بین الاقوامی تعلقات کے طلبہ نے حاصل کی۔ کانفرنس میں مختلف جامعات کے اساتذہ اور محققین نے تحقیقی مقالے بھی پیش کیے، جن میں موسمیاتی تبدیلی، ماحولیات اور پائیدار ترقی کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی گئی۔ نامور صحافی طلعت حسین نے اپنے خطاب میں کہا کہ گرین جرنلزم صحافت کا ایک اہم شعبہ ہے، جس کے لیے ماحول، جغرافیہ اور زمین کی ساخت کو سمجھنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ درختوں کی کٹائی اور ناقص منصوبہ بندی سے ماحولیاتی مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر طلبہ نے وائس چانسلر ڈاکٹر ضابطہ خان شنواری، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر فیصل جاوید اور اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سکندر زرین کی کاوشوں کو سراہا۔ کانفرنس کے اختتام پر مہمانوں، منتظمین، میڈیا ٹیم اور طلبہ کو شیلڈز اور سرٹیفکیٹس دیے گئے۔ کانفرنس کو قومی میڈیا پر بھی نمایاں کوریج ملی۔ گرین جرنلزم کانفرنس نے موسمیاتی تبدیلی جیسے اہم مسئلے پر میڈیا، طلبہ اور ماہرین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور مستقبل میں ماحولیاتی صحافت کے فروغ کے لیے ایک مثبت قدم ثابت ہوئی۔

☆☆☆☆☆

جن زی اور جدید صحافت

تحریر: ثقلین نعیم

جس طرح دنیا تیزی سے ترقی کر رہی ہے، اسی طرح اس تبدیلی کا اثر صرف موسمیاتی حالات تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے میڈیا اور صحافت کو بھی گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ خاص طور پر "جن زی" (ZGen) یعنی وہ نوجوان نسل جو انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور سمارٹ فونز کے دور میں پروان چڑھی، آج خبروں کو سمجھنے، دیکھنے اور استعمال کرنے کے انداز کو مکمل طور پر بدل رہی ہے۔ یہ نسل روایتی اخبارات اور ٹی وی چینلز کے مقابلے میں سوشل میڈیا، موبائل فون، یوٹیوب، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک جیسے پلیٹ فارمز پر زیادہ وقت گزارتی ہے۔ اسی وجہ سے صحافت کے طریقوں، زبان، رفتار اور انداز میں نمایاں تبدیلیاں دیکھی جا رہی ہیں۔ جن زی سے مراد وہ نوجوان نسل ہے جو تقریباً 1997 سے 2012 کے درمیان پیدا ہوئی اور ٹیکنالوجی کے ساتھ بڑی ہوئی ہے، اسی لیے اسے ڈیجیٹل نسل بھی کہا جاتا ہے۔ اس نسل کی توجہ حاصل کرنا نسبتاً مشکل ہے کیونکہ یہ مختصر، تیز اور دلچسپ مواد کو ترجیح دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج صحافت کو بھی اپنی پیشکش کا انداز بدلنا پڑ رہا ہے۔ پہلے جہاں اخبارات کو زیادہ اہمیت حاصل تھی، اب ان کی جگہ ای پیپرز اور ڈیجیٹل نیوز پلیٹ فارمز نے لے لی ہے۔ پہلے لوگ صبح سویرے اخبار پڑھتے یا شام کو ٹی وی پر خبریں دیکھتے تھے، مگر اب جن زی زیادہ تر خبریں سوشل میڈیا سے حاصل کرتی ہے۔ اگر کوئی خبر ٹک ٹاک، انسٹاگرام ریلز یا یوٹیوب شارٹس میں نظر آئے تو وہ زیادہ تیزی سے اس نسل تک پہنچتی ہے۔ اس تبدیلی نے خبروں کی ترسیل کو بہت تیز ضرور کر دیا ہے، مگر اس کے ساتھ معلومات کے ذرائع بھی بکھر گئے ہیں۔ یہ نوجوان نسل طویل خبروں کے بجائے مختصر ویڈیوز، انفارمیشن گرافکس اور آسان زبان میں معلومات کو پسند کرتی ہے۔ اسی لیے کئی میڈیا ہاؤسز اور نیوز چینلز نے اپنی خبروں کو سوشل میڈیا کے مطابق ڈھالنا شروع کر دیا ہے اور ان کی توجہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر زیادہ ہو گئی ہے۔ جن زی کی فوری معلومات حاصل کرنے کی عادت نے صحافت کے لیے نئے چیلنجز بھی پیدا کیے ہیں۔ آج کے نوجوان فوری خبر چاہتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض اوقات بغیر تصدیق کے خبریں، افواہیں اور غلط معلومات بھی پھیل جاتی ہیں۔ ہر شخص ایک اچھے موبائل فون کے ذریعے خود کو صحافی سمجھنے لگا ہے، جس سے بغیر تحقیق کے مواد شیئر کرنا عام ہو گیا ہے۔ اس صورتحال نے صحافت کی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے، اسی لیے ذمہ دار صحافت کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ جن زی نے ڈیجیٹل صحافت کو مضبوط بنایا ہے، لیکن اس نے کئی نئے مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔ دوسری طرف اب نوجوان صحافی یوٹیوب چینلز، پوڈکاسٹس اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے اپنی شناخت بنا رہے ہیں۔ روایتی میڈیا کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل جرنلزم بھی تیزی سے مقبول ہو رہی ہے۔ یہ تبدیلی ایک طرف مثبت ہے کیونکہ اس سے عام لوگوں کی آواز بھی آسانی سے سامنے آتی ہے، خاص طور پر چھوٹے شہروں اور دور دراز علاقوں کے مسائل بھی اب سوشل میڈیا کے ذریعے اجاگر ہو رہے ہیں۔ اس سے ان مسائل کے حل کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ جن زی اپنی رائے کھل کر پیش کرنا پسند کرتی ہے اور ہر موضوع پر اظہارِ خیال کرتی ہے۔ یہ نسل ان موضوعات پر بھی بات کرتی ہے جن پر پہلے بات کرنا محدود یا مشکل سمجھا جاتا تھا، جیسے انسانی حقوق، ماحولیاتی مسائل، خواتین کے حقوق اور سیاسی معاملات۔ اسی وجہ سے صحافت میں بھی نئے موضوعات شامل ہو رہے ہیں۔ اس کی ایک مثال جامعہ اردو اسلام آباد کے شعبہ ابلاغِ عامہ کے طلبہ کا وہ کام ہے جنہوں نے ماحولیاتی تبدیلی پر "گرین جرنلزم" کے نام سے ایک میگزین شائع کیا، جس میں ماحولیاتی مسائل، ان کے اثرات اور ممکنہ حل پر روشنی ڈالی گئی۔ آج کا نوجوان صرف خبر سننا نہیں چاہتا بلکہ اس پر سوال بھی اٹھاتا ہے۔ وہ ہر خبر کے پیچھے موجود حقیقت کو جاننا چاہتا ہے۔ یہ رجحان صحافت کو زیادہ شفاف اور جوابدہ بنانے میں مدد دے سکتا ہے۔ آنے والے دور میں صحافت مزید ڈیجیٹل اور تیز ہو جائے گی۔ مصنوعی ذہانت (AI)، موبائل جرنلزم اور سوشل میڈیا اس کے اہم حصے بن چکے ہیں۔ مختلف ادارے اب خبروں اور کالم نگاری میں بہتری کے لیے اے آئی کا استعمال بھی کر رہے ہیں، جیسے چیٹ جی پی ٹی وغیرہ۔ تاہم، روایتی صحافت میں جو جذبات، تخلیق اور انداز ہوتا ہے، وہ مکمل طور پر اے آئی سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ وقت کے ساتھ خود کو بھی بہتر بنائے، لیکن صحافتی اصولوں اور اخلاقیات کو نظر انداز نہ کرے۔ ہمیں صحافت میں صرف رفتار نہیں بلکہ سچائی، تحقیق اور ذمہ داری کو بھی بنیادی اہمیت دینی ہوگی تاکہ نوجوان نسل کو درست اور قابلِ اعتماد معلومات فراہم کی جا سکیں۔ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جن زی نے صحافت کے انداز، زبان اور پلیٹ فارمز کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ یہ نسل تیز، مختصر اور ڈیجیٹل مواد کو پسند کرتی ہے، لیکن ساتھ ہی سچائی اور شفافیت کی بھی خواہش رکھتی ہے۔ اس لیے آج کے صحافیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید تقاضوں کے مطابق خود کو ڈھالیں، مگر اپنی بنیادی ذمہ داری یعنی سچ اور حقیقت کی فراہمی کو کبھی نہ بھولیں، تاکہ وہ ایک ڈیجیٹل صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ صحافتی اصولوں اور اخلاقیات کو بھی برقرار رکھ سکیں۔

☆☆☆☆☆

انسانیت کی خدمت: دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ

ڈاکٹر احسن اقبال

دنیا میں بے شمار لوگ دولت، شہرت اور اقتدار کے حصول کو کامیابی سمجھتے ہیں، لیکن اسلام نے کامیابی کا ایک ایسا معیار مقرر کیا ہے جو نہ صرف انسان کو معاشرے میں عزت دیتا ہے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی بھی عطا کرتا ہے۔ یہ معیار لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا، ان کے دکھ درد بانٹنا اور ان کی مشکلات کو کم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں افراد ایک دوسرے کے لیے سہولت، محبت اور خیر خواہی کا سبب بنیں، وہاں امن، خوشحالی اور باہمی اعتماد جنم لیتا ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کو صرف عبادات ہی نہیں بلکہ معاشرتی ذمہ داریوں کا بھی شعور دیتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیثِ نبویؐ میں بار بار اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے، ضرورت مندوں کی مدد کی جائے اور لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانیوں میں سے ایک بڑی پریشانی دور فرمائے گا۔" یہ تعلیم ہمیں یہ سمجھاتی ہے کہ دوسروں کی مشکلات کم کرنا محض ایک سماجی عمل نہیں بلکہ ایک عظیم عبادت بھی ہے۔ افسوس کہ آج کا معاشرہ خود غرضی، بے حسی اور مفاد پرستی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ لوگ اپنے حقوق کے لیے تو آواز بلند کرتے ہیں لیکن دوسروں کے حقوق کا خیال کم ہی رکھتے ہیں۔ دفاتر میں، تعلیمی اداروں میں، بازاروں میں اور روزمرہ زندگی کے مختلف شعبوں میں اکثر ایسے رویے دیکھنے کو ملتے ہیں جو دوسروں کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک مہذب اور اسلامی معاشرے کی پہچان یہ ہے کہ اس کے افراد دوسروں کی زندگی آسان بنانے کی کوشش کریں۔ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا صرف مالی مدد تک محدود نہیں۔ ایک مسکراہٹ، ایک اچھا مشورہ، کسی پریشان شخص کی بات غور سے سن لینا، کسی طالب علم کی رہنمائی کر دینا، کسی بزرگ کی مدد کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا یا کسی ضرورت مند کی سفارش کر دینا بھی آسانیاں پیدا کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ بعض اوقات ہمارے چند نرم اور مثبت الفاظ کسی مایوس شخص کی زندگی میں امید کی نئی کرن پیدا کر سکتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کا کردار انتہائی اہم ہے۔ ایک مخلص استاد اپنے طلبہ کے لیے علم کا دروازہ کھولنے کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت سازی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب اساتذہ طلبہ کی مشکلات کو سمجھتے ہیں، ان کی رہنمائی کرتے ہیں اور انہیں حوصلہ دیتے ہیں تو دراصل وہ آسانیاں پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح والدین اپنے بچوں کے لیے محبت، تربیت اور اعتماد کا ماحول فراہم کر کے ان کی زندگی سنوارتے ہیں۔ کاروباری میدان میں بھی آسانیاں پیدا کرنے کا تصور نہایت اہم ہے۔ دیانت دار تاجر، انصاف پسند آجر اور ذمہ دار ملازمین معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرتی استحکام کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اگر کاروبار میں دیانت داری، نرمی اور انصاف کو فروغ دیا جائے تو معاشرے میں اعتماد کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ اسلام نے تجارت میں آسانی، سچائی اور فراخ دلی کو بڑی فضیلت قرار دیا ہے۔ آج سوشل میڈیا کے دور میں بھی انسانیت کی خدمت کے بے شمار مواقع موجود ہیں۔ مثبت معلومات پھیلانا، لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا، تعمیری سوچ کو فروغ دینا اور نفرت انگیز رویوں سے اجتناب کرنا بھی آسانیاں پیدا کرنے کی ایک شکل ہے۔ بدقسمتی سے بعض لوگ سوشل میڈیا کو تنقید، تضحیک اور کردار کشی کے لیے استعمال کرتے ہیں، جس سے معاشرے میں منفی اثرات جنم لیتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی تحریر، گفتگو اور رویوں کے ذریعے خیر کو عام کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا سب سے مؤثر راستہ بھی یہی ہے کہ انسان مخلوقِ خدا کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور ان لوگوں کو زیادہ پسند کرتا ہے جو اس کے بندوں کے لیے فائدہ مند ہوں۔ جو شخص دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جو ہر دور اور ہر معاشرے میں کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی روزمرہ زندگی کا جائزہ لیں اور یہ سوچیں کہ آیا ہمارے اعمال دوسروں کے لیے سہولت کا باعث بن رہے ہیں یا مشکلات کا۔ اگر ہر فرد اپنے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے صرف ایک انسان کی زندگی آسان بنانے کی کوشش کرے تو پورا معاشرہ مثبت تبدیلی کی طرف گامزن ہو سکتا ہے۔ قومیں صرف بڑی عمارتوں اور ترقی یافتہ ٹیکنالوجی سے عظیم نہیں بنتیں بلکہ ان کے افراد کے اخلاق، کردار اور انسان دوستی انہیں عظمت عطا کرتے ہیں۔ آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا محض ایک سماجی ذمہ داری نہیں بلکہ ایک عظیم دینی فریضہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا بہترین ذریعہ ہے۔ جو شخص انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے، وہ نہ صرف لوگوں کے دلوں میں جگہ بناتا ہے بلکہ اپنے رب کی خوشنودی بھی حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جو دنیا میں سکون، محبت اور کامیابی جبکہ آخرت میں نجات اور اللہ کی رضا کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆